فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۴۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا خلیفہ کا معصوم ہونا شرط ہے؟

جواب: نبی کے علاوہ کوئی معصوم نہیں، خلیفہ کے لیے معصوم ہونا شرط نہیں، نہ ہی خلیفہ کو معصوم سمجھنا جائز ہے۔ یہ روافض کا نظریہ ہے کہ خلیفہ معصوم ہونا چاہیے اور وہ اپنے ائمہ کو معصوم کہتے ہیں۔

❁ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے:

اِعْلَمْ أَنَّ الْإِمَامِيَّةَ اتَّفَقُوا عَلٰى عِصْمَةِ الْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مِنَ الذُّنُوبِ صَغِيرِهَا وَكَبِيرِهَا، فَلَا يَقَعُ مِنْهُمْ ذَنْبٌ أَصْلًا، لَا عَمَدًا وَّلَا نِسْيَانًا، وَّلَا لِخَطَأٍ فِي التَّأْوِيلِ، وَلَا لِلْإِسْهَاءِ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ.

”جان لو کہ امامیہ شیعہ کا اتفاق ہے کہ ائمہ علیہم السلام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں۔ وہ بالکل بھی گناہ نہیں کرتے، نہ جان بوجھ کر، نہ بھول کر۔ انہیں (کسی آیت کی) تفسیر میں خطا نہیں ہوتی اور نہ اللہ تعالیٰ کوئی بات ان کے ذہن سے نکالتا ہے۔“

(بَحار الأنوار: 209/25)

❁ شیخ مفید نے لکھا ہے:

إِنَّ الْإِمَامَةَ تُوْجِبُ لِصَاحِبِهَا عِنْدَ الْإِثْنَي عَشْرِيَّةِ الْعِصْمَةَ، وَالنَّصَّ، وَالْمُعْجِزَةَ.

''اثنی عشریہ کے ہاں امام کو عصمت حاصل ہوتی ہے، وہ نص کی حیثیت رکھتا ہے اور اس سے معجزے صادر ہوتے ہیں۔''

(العُیون : 127/2)

روافض کا یہ نظریہ صریح گمراہی پر مبنی ہے، صحابہ، تابعین اور دیگر اسلاف امت نے یہ عقیدہ بیان نہیں کیا، بلکہ تمام سلف کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی معصوم نہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ جَمِيعُ سَلَفِ الْمُسْلِمِينَ وَأَئِمَّةِ الدِّينِ مِنْ جَمِيعِ الطَّوَائِفِ أَنَّهُ لَيْسَ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ مَّعْصُومٌ وَلَا مَحْفُوظٌ مِنَ الذُّنُوبِ وَلَا مِنَ الْخَطَايَا.

''تمام اسلاف امت اور تمام گروہوں کے ائمہ دین کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی بھی گناہوں اور غلطیوں سے معصوم ومحفوظ نہیں ہے۔''

(جامع الرّسائل :266/1)

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ غَيْرَ الْأَنْبِيَاءِ لَيْسُوا بِمَعْصُومِينَ؛ بَلْ يَجُوزُ عَلَيْهِمْ مَا يَجُوزُ عَلٰى سَائِرِ عِبَادِ اللّٰهِ الْمُؤْمِنِينَ.

''جان لیجئے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ تمام اولیاء اللہ معصوم نہیں ہیں، بلکہ

دوسرے مومن بندوں کی طرح ان سے بھی خطا سرزد ہوسکتی ہے۔''

(قَطْر الوَلِيّ، ص 248)

سوال: کیا نابالغ کو خلیفہ مقرر کیا جاسکتا ہے؟

جواب: نابالغ کو خلیفہ مقرر نہیں کیا جاسکتا۔

سوال: کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے چھ مہینے تک سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی؟

جواب: روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی۔

(صحيح البخاري : 4240، 4241، صحيح مسلم : 1759)

مگر یہ الفاظ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نہیں، بلکہ امام زہری رحمہ اللہ کا ادراج ہے۔

❀ **مسند ابی بکر للمروزی (۳۸) اور السنن الکبریٰ للبیہقی (۶/۳۰۰) میں ہے:**

قَالَ رَجُلٌ لِلزُّهْرِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ : فَلَمْ يُبَايِعْهُ سِتَّةَ أَشْهُرٍ قَالَ : لَا وَلَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ حَتّٰى بَايَعَهٗ عَلِيٌّ .

''ایک شخص نے امام زہری رحمہ اللہ سے پوچھا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی، تو انہوں نے فرمایا: جب تک علی رضی اللہ عنہ نے بیعت نہ کرلی، بنو ہاشم میں سے بھی کسی نے بیعت نہیں کی۔''

❀ **امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

الَّذِي رُوِيَ أَنَّ عَلِيًّا لَمْ يُبَايِعْ أَبَا بَكْرٍ سِتَّةَ أَشْهُرٍ لَيْسَ مِنْ قَوْلِ عَائِشَةَ إِنَّمَا هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ فَأَدْرَجَهٗ بَعْضُ الرُّوَاةِ فِي الْحَدِيثِ فِي قِصَّةِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَحَفِظَهٗ مَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ فَرَوَاهُ مُفَصَّلًا وَجَعَلَهٗ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ مُنْقَطِعًا مِنَ

الْحَدِيثِ، وَقَدْ رُوِّينَا فِي الْحَدِيثِ الْمَوْصولِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَمَنْ تَابَعَهُ مِنْ أَهْلِ الْمَغَازِي أَنَّ عَلِيًّا بَايَعَهُ فِي بَيْعَةِ الْعَامَّةِ الَّتِي جَرَتْ فِي السَّقِيفَةِ، وَيَحْتَمِلُ أَنَّ عَلِيًّا بَايَعَهُ بَيْعَةَ الْعَامَّةِ .

''یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت چھ ماہ بعد کی، یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول نہیں، بلکہ زہری رحمہ اللہ کا قول ہے، کسی راوی نے اسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی قصہ فاطمہ رضی اللہ عنہا والی حدیث میں داخل کر دیا ہے، معمر بن راشد نے اسے یاد رکھا ہے اور مفصل بیان کر کے اسے زہری رحمہ اللہ کا قول قرار دیا ہے، جو کہ حدیث سے جدا ہے، ہم نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک موصول حدیث بیان کی ہے، ان کے بعد والے اہل مغازی بھی یہی کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سقیفہ میں ہی بیعت کر لی تھی، یہ بھی ممکن ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سقیفہ کے بعد ہونے والی عام بیعت میں بیعت کر لی ہو۔''

(الإعتقاد، ص 180، ونسخة أخرٰى، ص 494)

سوال: جو شخص سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے افضل کہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص گمراہ ہے، اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو دیگر تمام صحابہ پر فضیلت حاصل ہے۔

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (م:۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ، هٰذَا قَوْلُنَا وَهٰذَا مَذْهَبُنَا .

''اس امت میں نبی اکرم ﷺ کے بعد سب سے بہتر ابوبکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ عنہم ہیں، یہی ہمارا مسلک اور یہی ہمارا مذہب ہے۔''

(تاريخ يحيى بن معين : 1620)

۞ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَنَاقِبُ الصَّحَابَةِ وَفَضَائِلُهُمْ فَأَكْثَرُ مِنْ أَنْ تُذْكَرَ وَأَجْمَعَتْ عُلَمَاءُ السُّنَّةِ أَنَّ أَفْضَلَ الصَّحَابَةِ الْعَشْرَةُ الْمَشْهُودُ لَهُمْ وَأَفْضَلُ الْعَشْرَةِ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ وَلَا يَشُكُّ فِي ذٰلِكَ إِلَّا مُبْتَدِعٌ مُنَافِقٌ خَبِيثٌ .

''صحابہ کے فضائل ومناقب اتنے زیادہ ہیں کہ انہیں شمار نہیں کیا جا سکتا، اہل سنت علما کا اجماع ہے کہ صحابہ کرام میں سے افضل عشرہ مبشرہ ہیں، عشرہ مبشرہ میں سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، پھر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور پھر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ افضل ہیں، اس میں کوئی بدعتی، منافق اور خبیث ہی شک کر سکتا ہے۔''

(الكبائر، ص 239)

۞ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ أَفْضَلِيَّةَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الثَّلَاثَةِ ثُمَّ عُمَرَ عَلَى الْاِثْنَيْنِ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ لَا خِلَافَ بَيْنَهُمْ فِي ذٰلِكَ،

وَالْإِجْمَاعُ يُفِيدُ الْقَطْعَ .

''سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اصحاب ثلاثہ پر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی باقی دو پر افضلیت اہل سنت کے ہاں اجماعی واتفاقی ہے، اس بارے میں ان کا کوئی اختلاف نہیں۔ یاد رہے کہ اجماع قطعیت کا فائدہ دیتا ہے۔''

(الفتاوی الحدیثیة، ص 113)

سوال: بارہ خلفا کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَا يَنْقَضِي حَتّٰى يَمْضِيَ فِيهِمُ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً، قَالَ : ثُمَّ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ خَفِيَ عَلَيَّ، قَالَ : فَقُلْتُ لِأَبِي : مَا قَالَ؟ قَالَ : كُلُّهُمْ مِّنْ قُرَيْشٍ .

''نظام کائنات اس وقت تک ختم نہیں ہوسکتا جب تک بارہ خلیفہ نہ ہو جائیں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ آہستہ سی بات کی میں نہ سن سکا، میں نے اپنے والد محترم سے پوچھا کہ کیا بات کی ہے؟ کہنے لگے: یہ کہ سب خلفاء قریش میں سے ہوں گے۔''

(صحیح البخاري : 7222، صحیح مسلم : 1821، واللّفظ لهٗ)

✿ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ فِيهِ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّهٗ لَا بُدَّ مِنْ وُجُودِ اثْنَي عَشَرَ خَلِيفَةً عَادِلًا وَلَيْسُوا هُمْ بِأَئِمَّةِ الشِّيعَةِ الْاِثْنَي عَشَرَ فَإِنَّ كَثِيرًا

مِنْ أُولٰئِكَ لَمْ يَكُنْ إِلَيْهِمْ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ، فَأَمَّا هٰؤُلَاءِ فَإِنَّهُمْ يَكُونُونَ مِنْ قُرَيْشٍ، يَلُون فَيَعْدِلُونَ، وَقَدْ وَقَعَتِ الْبِشَارَةُ بِهِمْ فِي الْكُتُبِ الْمُتَقَدِّمَةِ، ثُمَّ لَا يُشْتَرَطُ أَنْ يَكُونَ مُتَتَابِعِينَ، بَلْ يَكُونُ وُجُودُهُمْ فِي الْأُمَّةِ مُتَتَابِعًا وَمُتَفَرِّقًا، وَقَدْ وُجِد مِنْهُمْ أَرْبَعَةٌ عَلَى الْوَلَاءِ، وَهُمْ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ، ثُمَّ عَلِيٌّ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ . ثُمَّ كَانَتْ بَعْدَهُمْ فَتْرَةٌ، ثُمَّ وُجِدَ مِنْهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ قَدْ يُوجَدُ مِنْهُمْ مَن بَقِيَ فِي وَقْتٍ يَعْلَمُهُ اللّٰهُ، وَمِنْهُمُ الْمَهْدِيُّ الَّذِي يُطَابِقُ اسْمُهُ اسْمَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكُنْيَتُهُ كُنْيَتَهُ، يَمْلَأُ الْأَرْضَ عَدْلًا وَقِسْطًا، كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا .

''اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بارہ عادل خلیفہ ضرور ہوں گے۔ان سے مراد شیعوں کے بارہ امام نہیں، کیونکہ ان میں سے اکثر کے پاس کوئی حکومت تھی ہی نہیں، جبکہ جن بارہ خلفا کا حدیث میں ذکر ہے، وہ قریش سے ہوں گے، جو حاکم بن کر عدل کریں گے۔ان کے بارے میں پہلی کتابوں میں بھی بشارت موجود ہے۔ پھر ان کا پے در پے آنا ضروری نہیں، بلکہ امت میں ان کا وجود پے در پے بھی ہوگا اور وقفے وقفے سے بھی۔ ان میں سے چار پے در پے آئے، وہ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ان کے بعد وقفہ ہوا اور پھر جتنے اللہ نے چاہے آئے، ان میں سے جتنے باقی ہیں، وہ اللہ

کے علم میں وقت مقررہ پر ضرور آئیں گے۔ انہی میں سے مہدی ہوں گے، جن کا نام رسولِ اکرم ﷺ کے نام پر اور کنیت آپ کی کنیت پر ہوگی۔ وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 4/568-569، تحت سورة النور : 55)

سوال: روافض بارہ خلفا سے مراد اپنے بارہ ائمہ لیتے ہیں، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: روافض بارہ خلفا والی حدیث کو اپنے بارہ ائمہ پر چسپاں کرتے ہیں، جبکہ یہ بات حقیقت سے دور ہے، روافض کے بارہ خلفا میں سے اکثر کے پاس خلافت رہی ہی نہیں، پھر وہ اس حدیث کے مصداق کیسے ٹھہرے؟ بلکہ بارہویں امام جسے ''امام غائب'' کہتے ہیں، کا وجود ہی نہیں۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

''بلاشبہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک ان بارہ خلیفوں کی حکومت قائم نہ ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ انہی میں سے مہدی ہوں گے، جن کے بارے میں احادیث ہیں کہ ان کا نام نبی اکرم ﷺ کے اسم گرامی کے مطابق (محمد) اور ان کے والد کا نام آپ ﷺ کے والد کے نام کے مطابق (عبداللہ) ہوگا۔ وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ مہدی سے مراد وہ امام منتظر نہیں، جس کے بارے میں رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ اب موجود ہے اور سامراء کے مورچے سے اس کا ظہور ہوگا۔ اس بات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں نہ اس کا قطعاً کوئی وجود ہے، بلکہ یہ گندی ذہنیت کی ہوس اور کمزور خیالات کا وہم ہے۔ ان بارہ خلفا سے مراد

وہ بارہ امام نہیں، جن کا اثنا عشری رافضی اپنی جہالت اور کم علمی کی بنا پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ تورات میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی بشارت کے ساتھ یہ بات بھی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے بارہ عظیم لوگ پیدا کرے گا۔ یہ وہی بارہ خلفا ہیں، جن کا ذکر سیدنا ابن مسعود اور سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے۔ یہودیت سے توبہ کر کے اسلام لانے والے بعض جاہل لوگوں سے جب کوئی شیعہ ملتا ہے، تو وہ ان کو دھوکا دیتا ہے کہ ان سے مراد بارہ امام ہیں۔ ان میں سے اکثر جہالت اور بے وقوفی کی بنا پر شیعہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ خود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت احادیث کے بارے میں کم علم ہوتے ہیں اور ان کو ایسی تلقین کرنے والے بھی۔''

(تفسیر ابن کثیر : 504/3، تحت سورۃ المائدۃ : 12)

❁ مزید لکھتے ہیں:

''جن بارہ اماموں کے بارے میں روایات منقول ہیں، وہ سارے قریشی ہوں گے، ان سے مراد وہ بارہ نہیں، جن کی امامت کا دعویٰ رافضی کرتے ہیں، ان کے خیال کے مطابق صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی امامت کی ہے، نیز ان کے گمان کے مطابق آخری مہدی منتظر ہو گا، جو سامراء کے پہاڑوں میں روپوش ہے، جس کا کوئی وجود اور نام ونشان نہیں ہے، بلکہ حدیث میں جن بارہ ائمہ کی خبر دی گئی ہے، ان سے مراد خلفائے اربعہ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم نیز عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ہیں، ائمہ اہل سنت کا بارہ اماموں کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔''

(البداية والنّهاية : 278/6)

سوال: کیا صحابہ کرام معصوم تھے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیا کے علاوہ کوئی بھی معصوم نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل خیر تھے، ہمیشہ اللہ کی رضا کے متلاشی اور اس کے عذاب سے ڈرنے والے تھے، وہ بہترین زمانے کے لوگ تھے، لیکن اس سب کے باوجود وہ معصوم نہیں تھے، بلکہ بتقاضائے بشریت ان سے غلطیاں سرزد ہوئیں ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ کے لیے معافی کا اعلان کر دیا ہے اور ہمیشہ کے لیے اپنی رضا و رحمت کا وعدہ کر لیا ہے۔

تمام صحابہ جنتی ہیں، بعد والوں کو کوئی حق نہیں کہ وہ صحابہ کی بعض لغزشوں کی بنیاد پر انہیں اپنی آرا کا تختۂ مشق بنالے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام لغزشوں کو معاف کر دیا ہے، وہ مغفور و مرحوم ہیں اور جنت کے وارث ہیں۔

سوال: کیا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے؟

جواب: سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یقیناً مجتہد صحابی تھے۔

❁ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشا کے بعد ایک وتر پڑھا، ان کے پاس سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام بھی موجود تھے، غلام نے آ کر سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

دَعْهُ، فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''درست! وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔''

(صحيح البخاري : 3764)

❁ صحیح بخاری (3765) میں ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

إِنَّهٗ فَقِيهٌ . ''معاویہ رضی اللہ عنہ فقیہ ہیں۔''

❀ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ، فَأُنْكِرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، فَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَ : أَصَابَ السُّنَّةَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک وتر پڑھا، تو ان پر اعتراض ہوا، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا، تو فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنت پر عمل کیا ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 291/2، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام لیا جائے، تو معاویہ رضی اللہ عنہ کو ''رضی اللہ عنہ'' نہ کہا جائے۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ کھلی رافضیت ہے، اللہ تعالیٰ تمام صحابہ سے راضی ہے۔ سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں جنتی ہیں، دونوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہے، ایک مومن کے دل میں دونوں کی محبت جمع ہوتی ہے، ان کے مشاجرات کو بنیاد بنا کر تبرا یا برأت کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ اہل بیت کے کسی فرد بشر نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع نہیں کی، بلکہ ان کے شرف صحابیت، طرز حکومت اور فقاہت کے قائل تھے۔

ائمہ اہل سنت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ نہیں کہتے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ'' نہیں کہنا چاہیے، یہ دراصل روافض کا پھیلایا ہوا شر ہے، جو بعض نیم رافضیوں میں سرائیت کر گیا ہے۔ روافض تو یہ بھی کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی، العیاذ باللہ!

سوال: جو شخص سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہے، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جو شخص نبی کریم ﷺ کی پیاری زوجہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی توہین کرے اور انہیں برا بھلا کہے اور ان پر تبرا کرنا جائز سمجھے، وہ کافر ہے، اس کا اسلام میں کوئی حصہ ہے۔

❁ عباسی علما کا اجماعی عقیدہ ہے:

مَنْ سَبَّ سَيِّدَتَنَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَلَا حَظَّ لَهٗ فِي الْإِسْلَامِ.

''جس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہا، اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔''

(المُنْتَظَم في تاريخ المُلُوك والأمَم لابن الجَوزي: 281/15، وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): باغی کسے کہتے ہیں؟

(جواب): باغی دو طرح کا ہوتا ہے۔

① امام حق کے خلاف خروج کرنے والا اور اس کی خلافت کا منکر۔

② اجتہادی خطا کی بنا پر امام حق کے خلاف کسی مسئلہ میں لڑنے والا۔ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، وہ لعنت کا مستحق ہوگا نہ ظالم یا فاسق، بلکہ مؤول ماجور ہے۔ تبھی تو سیدنا حسن نے سیدنا معاویہ سے صلح کر لی تھی، اگر حقیقی باغی ہوتے، تو ان سے صلح کا کیا مطلب تھا، ان سے تو لڑنا ہوتا ہے۔

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ فَإِنْ فَاءَ تْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ (الحجرات: ٩)

''مومنوں کے دو گروہ باہم جھگڑ پڑیں، تو ان کی صلح کرا دیں، ایک گروہ

دوسرے پر بغاوت کرے، تو باغی سے لڑائی کریں، تا آں کہ اللہ کے فیصلہ کی طرف مائل ہو جائے۔ جب مائل ہو جائے، تو عدل کے ساتھ ان کی صلح کرا دیں اور انصاف کریں، کیوں کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔''

قرآن نے بغاوت کے باوجود دونوں گروہوں کو مومن کہا ہے۔

❁ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

''میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کروائے گا۔''

(صحيح البخاري : 2704)

سوال: امہات المومنین کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ بیویاں تھیں۔ (صحیح بخاری: ۲۶۸) قرآن مجید نے ان کی حرمت بیان کی، انہیں مومنوں کی مائیں قرار دیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیویاں زندہ تھیں۔ (صحیح بخاری: ۲۸۴، صحیح مسلم: ۳۰۹) وہ عائشہ، حفصہ، سودہ، ام حبیبہ، ام سلمہ، میمونہ، زینب بنت جحش، جویریہ اور صفیہ رضی اللہ عنہن ہیں۔ دو وفات پا چکی تھیں؛ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پہلے ہی وفات پا چکی تھیں، اسی طرح زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہی مدینہ میں وفات پا گئیں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں کم عرصہ رہیں، واللہ اعلم!

ازواج مطہرات کا احترام واکرام نہ صرف ضروری ہے، بلکہ جزو ایمان ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾(الأحزاب : ٦)

''نبی (ﷺ) کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔''

❁ اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٧١ھ) فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی ازواج کو یہ شرف بخشا ہے کہ انہیں مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے، یعنی ان کی تعظیم کرنا، ان سے حسن سلوک کرنا، ان کی عزت وتوقیر کرنا، دوسرے مردوں کے ساتھ نکاح کی حرمت اور اپنی اصلی ماؤں کے برخلاف ان (ماؤں) سے پردہ کرنا واجب قرار دیا ہے۔''

(تفسير القُرطبي : 123/14)

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَانِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ﴾(الأحزاب : ٣٢)

''نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔''

❁ اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (٨٠٤ھ) فرماتے ہیں:

''اس آیت کا عموم دلالت کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج کی فضیلت پہلی اور بعد والی تمام عورتوں پر ہے۔ اس پر اجماع ہے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ تمام انبیا سے افضل ہیں، لہٰذا آپ ﷺ کی بیویوں کو بھی دنیا کی تمام عورتوں پر ویسے ہی فضیلت حاصل ہے، جیسے نبی کریم ﷺ کو تمام انبیا پر۔ یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیویاں جنت میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوں گی۔''

(التّوضيح لشرح الجامع الصّحيح : 134/26)

❀ نیز فرمایا:

﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾(الأحزاب : ٣٣)

''اہل بیت! اللہ چاہتا ہے کہ آپ سے گناہ دور کردے اور آپ کو خوب پاک صاف کر دے۔''

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

نَزَلَتْ فِي نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً .

''یہ آیت خاص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔''

(تفسير ابن كثير : 410/6، بتحقيق سلامة، وسندهٗ حسنٌ)

❀ عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ شَاءَ بَاهَلْتُهٗ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''میں اس پر مباہلے کو تیار ہوں کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوئی۔''(تفسير ابن كثير : 411/6، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا نَصٌّ فِي دُخُولِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ الْبَيْتِ هَاهُنَا؛ لِأَنَّهُنَّ سَبَبُ نُزُولِ هٰذِهِ الْآيَةِ .

''یہ آیت نص ہے کہ ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت میں شامل ہیں، کیونکہ ازواجِ مطہرات ہی اس آیت کے نزول کا سبب ہیں۔''

(تفسير ابن كثير : 410/6، بتحقيق سلامة)

سوال: جوازواج مطہرات میں سے کسی پر برائی کی تہمت لگائے،اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کی تمام بیویاں پاکدامن ہیں اور جنت میں بھی آپ ﷺ کی بیویاں ہوں گی، نبی کریم ﷺ کی کسی بیوی پر تہمت لگانا نبی کریم ﷺ کی عزت پر حملہ ہے، یہ صریح کفر ہے۔

سوال: کیا وَلایت کسبی چیز ہے؟

جواب: وَلایت کسبی چیز ہے، وہبی نہیں، جس کا عقیدہ صحیح ہو، عمل سنت کے موافق ہو، وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے، تو ولی کے ہاتھوں کرامت ظاہر کردے، چاہے، تو نہ کرے۔ ولی کے لیے کرامت ظاہر ہونا شرط نہیں۔

سوال: کرامات اولیا کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اصولی اور اساسی عقیدہ ہے کہ کرامات اولیاء حق ہیں، خرق عادت کام جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو، یہ درحقیقت ولی کے لیے بشارت ہوتی ہے، جو اس کے ایمان کو بڑھاتی ہے، کرامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندے کی تکریم اور اپنے دین کی نصرتِ عزیزہ ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت واضح ہوتی ہے۔

کرامت کو دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

١۔ علوم ومکاشفات۔

٢۔ قدرت وتاثیر

علوم ومکاشفات میں ولی کو وہ علم حاصل ہو جاتا ہے، جو دوسروں کو نہیں ہوتا، بعض غیبی امور ولی پر منکشف ہو جاتے ہیں، جو دوسروں پر نہیں ہوتے، اسی طرح اسے وہ قدرت وتاثیر حاصل ہو جاتی ہے جو کسی دوسرے کو نہیں ہوتی۔

کرامات ہر زمانے میں مومنوں کے ہاتھوں ظاہر ہوتی رہی ہیں،قرآن مجید میں اصحاب کہف اور سیدہ مریم کی کرامات کا ذکر ہے، کتب حدیث ان سے لبریز ہیں، فرقہ جہمیہ،فلاسفہ اور معتزلہ ان کا منکر ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس سے ولی اور نبی، جادوگر اور ولی میں مشابہت ہو جاتی ہے، مشابہت والی بات تو نرا شبہہ ہے، کیونکہ نبی کریم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، کوئی ولی خود کو نبی نہیں کہتا، جادو شیطانی عمل ہے، جادو کا توڑ ہو جاتا ہے، جبکہ کرامت میں ایسا نہیں ہوتا۔

کرامات کے حوالے سے چند سمجھ لینی چاہئیں۔

① قبل از نبوت نبی کے ہاتھوں خارق عادت کام کا صدور ارھاص کہلاتا ہے، یہ نبوت کا مقدمہ ہوتا ہے، اصحاب فیل والا واقعہ اس کی دلیل ہے۔

② صالحین اور کمزور لوگوں کی وجہ سے لوگوں کو رزق ملتا ہے، اسے مونت کہتے ہیں۔

③ اہل ضلال میں سے جو جھوٹا مدعی نبوت ہو، اس کے ہاتھوں خرق عادت امور کا ظاہر ہونا اہانت کہلاتا ہے، جیسا کہ مسیلمہ کذاب کے ہاتھوں کئی خارق عادت کام ہوئے۔

④ اگر کسی گمراہ اور فاسق و فاجر سے کوئی خارق عادت کام ظاہر ہو، اسے استدراج کہتے ہیں، یہ جادو کی ایک قسم ہے، اسے شعوذت بھی کہتے ہیں۔

کرامات کی اساس و بنیاد ایمان اور تقوی ہوتا ہے اور جو اہل ضلال کے ہاتھوں خارق عادت کام ظاہر ہو اس کا سبب فسوق و عصیان ہوتا ہے۔

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''اولیاء کی کرامات حق ہیں، اس پر ائمہ اہل سنت کا اتفاق ہے، اس مضمون کو قرآن نے کئی مواقع پر بیان کیا ہے، صحیح متواتر احادیث میں بھی وارد ہوا ہے،

صحابہ و تابعین کے آثار اس پر شاہد ہیں، کرامات کا انکار اہل بدعت معتزلہ وجہمیہ وغیرہ ہی کرتے ہیں، لیکن یہ بھی سچ ہے کہ کرامت کا دعوی کرنے والے یا جن کی طرف کرامات منسوب کی جاتی ہیں، جھوٹے ہوتے ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ کرامت عصمت کی دلیل نہیں ہے، بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ بعض خارق عادت چیزوں کا ظہور کفار اور جادوگروں سے بھی ہوگیا، کیوں کہ شیاطین ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ دجال آسمان کو پانی برسانے کا حکم دے گا، وہ برسانے لگے گا، زمین سے کہے گا فصل اگا، وہ اگانے لگے گی، حتی کہ دجال ایک شخص کو قتل کر کے اس کو زندہ بھی کر دے گا، وہ سونے چاندی کے ذخائر نکال لائے گا، اسی لئے اہل سنت ائمہ اس چیز پر اتفاق رکھتے ہیں کہ دجال بھلے ہواوں میں اڑنے لگے، پانیوں میں تیرنے لگے، اس کی ولایت ثابت نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ اس کا مسلمان ہونا بھی ثابت نہیں ہوسکتا، جب تک کہ اس کا اسلام کے اوامر ونواہی پر عامل ہونا ثابت نہ ہو جائے۔''

(مختصر فتاویٰ المصریۃ، ص 600)

❁ نیز فرماتے ہیں:

كَرَامَاتُ أَوْلِيَاءِ اللّٰهِ إِنَّمَا حَصَلَتْ بِبَرَكَةِ اتِّبَاعِ رَسُولِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''اللہ کے اولیا کو کرامات رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی برکت سے حاصل ہوتی ہیں۔''

(مجموع الفتاویٰ: 275/11)

سوال: اُمت کے سب سے بڑے ولی کون ہیں؟

(جواب): انبیا کے بعد سب سے افضل ہستی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور آپ ہی سب سے بڑے ولی ہیں، آپ صاحب کرامت ہیں۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَفْضَلُ أَوْلِيَاءِ اللّٰهِ بَعْدَ الرُّسُلِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''رسولوں کے بعد افضل الاولیا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔''

(الفتاوی الکبریٰ: 401/2)

(سوال): کیا امت کے تمام اولیا نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ولایت حاصل کی؟

(جواب): یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں غلو ہے، خالص رافضیت ہے۔ ائمہ اہل سنت میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اللہ کے ولی تھے، اصحاب ثلاثہ کے بعد سب سے افضل تھے، مگر یہ کہنا کہ تمام ولیوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھرانے سے ولایت کی نعمت حاصل کی، بے دلیل ہے۔

(سوال): کیا ولیوں سے عبادت ساقط ہو جاتی ہے؟

(جواب): کوئی کتنا بھی بڑا ولی ہو، اس سے فرائض وواجبات ساقط نہیں ہوتے، بلکہ وہ بدستور مکلّف رہتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کائنات کے سب سے بڑے ولی تھے، اپنی وفات حسرت آیات تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے، فرائض کی پابندی کرتے رہے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عبادات ساقط نہیں ہوئیں، تو اور کون ہے، جو یہ دعویٰ کر سکے، دراصل یہ باطنی صوفیا کی پھیلائی ہوئی گمراہیاں ہیں۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

''اللہ کا فرمان ہے کہ ''اپنے رب کی عبادت کرتے رہو، یہاں تک کہ آپ کے

پاس یقین آجائے۔'' تو اس سے یہ استدلال لیا جاتا ہے کہ جب تک انسان کی عقل سلامت ہو، اس وقت تک وہ عبادات نماز وغیرہ کا مکلّف ہوتا ہے اور اپنے حالات کے مطابق ادا کرتا رہتا ہے۔اس آیت سے ملحدین کے مذہب کے خطا ہونے پر بھی استدلال کیا جاتا ہے،۔ملحدین کہتے ہیں، یقین سے مراد معرفت ہے۔تو وہ کہتے ہیں کہ جب بندہ معرفت کے مقام پر پہنچ جائے تو اس سے احکام شرعیہ کی پابندی ساقط ہوجاتی ہے۔ یہ کفر ضلالت اور جہالت ہے۔ کیوں کہ انبیاء اوران کے ساتھی اللہ کے متعلق سب سے زیادہ علم رکھتے تھے اوراس کی سب سے زیادہ معرفت رکھتے تھے،اس کے حقوق عبادات اور تعظیم میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔لیکن اس کے باجود وہ سب سے بڑے عابد تھے اور نیکی کے کاموں میں سب لوگوں سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے۔یقین سے یہاں مراد موت ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 554/4، سلامة)

سوال:روایت :صَلَّى الْمَغْرِبَ عِنْدَ اشْتِبَاكِ النُّجُومِ ''نبی کریم ﷺ نے مغرب کی نماز ستاروں کے ظاہر ہوتے وقت ادا کی۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: جھوٹی ہے، کتب حدیث میں اس کا ذکر نہیں۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

بَاطِلٌ لَا يُعْرَفُ وَلَا يَصِحُّ .

''جھوٹی، غیر معروف اور غیر ثابت ہے۔''

(المَجموع : 35/3)